حکیم محمود احمد ظفر ۔ سیالکوٹ

(قسط ۵)

امامت و خلافت

دلیل دوم

دوسری دلیل جو سیدنا علیؓ کی خلافت اور امامت پر دی جاتی ہے وہ بھی ایک حدیث نبوی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کا قصد فرمایا تو آپ نے سیدنا علیؓ کو عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے مدینہ طیبہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ بعض حضرات نے آپ سے پوچھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو غزوہ میں اپنے ساتھ کیوں نہیں لے جا رہے ہے؟ سیدنا علیؓ کو یہ بات ناگوار گذری، لہٰذا انہوں نے جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ "آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی دلجوئی کے لیے ارشاد فرمایا

الا ترضی ان تکون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لیس نبی بعدی

کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میرے لیے بمنزلہ ہارونؑ کے ہو، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(بخاری جلد ۲ ص ۶۳۳، جلد ۱ ص ۵۲۶، مسلم جلد ۲ ص ۲۷۸، طبری جلد ۲ ص ۳۶۸، ابن ہشام جلد ۲ ص ۱۲۴، البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۷)

ں حدیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد سیدنا علیؓ کو خلیفہ سمجھتے تھے، لیکن حدیث میں سا کوئی لفظ موجود نہیں جس سے یہ مطلب لیا جا سکے کیونکہ

۔ ہارون علیہ السلام کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عارضی طور پر اپنی غیر حاضری میں خلیفہ مقرر کیا تھا آپ جب کوہ طور سے اپس تشریف لائے تو سیدنا ہارون علیہ السلام خلیفہ نہ رہے گو وہ مستقل طور پر نبی تھے، یہاں بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے۔

۲۔ اس قسم کی خدمت قرابت نسبی کی وجہ سے اپنے بیٹے یا داماد ہی کے سپرد کی جا سکتی ہے تاکہ وہ مستورات اور بچوں کی نگرانی کرے، ایسی خدمت کو خلافت سے کوئی تعلق نہیں۔

۳۔ یہ مسلم ہے کہ سیدنا ہارون علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں انتقال فرما گئے تھے، پھر خلیفہ کیسے ہوئے؟ ب مشبہ بہ (جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہو) ہی خلیفہ نہ ہوئے تو مشبہ (جس کو تشبیہ دی گئی ہو) کی خلافت کیسی؟

۴۔ اس حدیث میں سیدنا ہارون علیہ السلام سے تشبیہ صرف قرابت داری کی وجہ سے دی گئی ہے ورنہ وہ نبی تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے عمر میں بڑے تھے۔ حقیقی بھائی تھے۔ سیدنا علی میں ان اوصاف میں سے ایک بھی وصف نہیں پایا جاتا ۔ پھر اس حدیث سے خلافت بلا فصل پر استدلال کیا معنی؟

۵۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے سیدنا علی کو سیدنا ہارون علیہ السلام سے مشابہت دی ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کس شے میں مشابہت دی ہے۔ حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

علم بیان کی رو سے تشبیہ کے لئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

۱- مشبہ   جس کو تشبیہ دی جائے

۲- مشبہ بہ   جس شے سے تشبیہ دی جائے

۳- حرف تشبیہ   جس حرف سے تشبیہ دی جائے

۴- وجہ شبہ   جس وجہ سے تشبیہ دی جائے۔

اس لحاظ سے اس حدیث میں سیدنا علی مشبہ ہیں اور سیدنا ہارون علیہ السلام مشبہ بہ اور "منزلت" حرف تشبیہ لیکن وجہ شبہ کیا ہے حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ ویسے بھی جب کوئی تشبیہ دی جاتی ہے تو وجہ شبہ کا الفاظ میں کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ اسے قاری یا سامع کے ذہن پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ اس بات کا خود فیصلہ کرے کہ مشبہ کو مشبہ بہ کے ساتھ کس بات میں تشبیہ دی جارہی ہے۔ علم بیان کی رو سے وجہ شبہ کو الفاظ میں بیان کرنا فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔ اس شے کو ایک مثال سے سمجھئے۔ اردو زبان میں کسی بہادر آدمی کے بارے میں بعض دفعہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی تو شیر کی مانند ہے:۔ اس کو کس بات میں شیر کہا گیا، یہ بات سننے والے پر چھوڑ دی گئی سننے والا اگر پڑھا لکھا اور دانشور ہے تو وہ فوراً سمجھ جائے گا وجہ شبہ بہادری ہے، کیونکہ جس کو شیر کہا جارہا ہے اس کی نہ تو شکل شیر جیسی ہے، نہ بال شیر جیسے اور نہ ناخن اور پنجے شیر جیسے ہیں۔ لیکن سمجھنے والا فوراً سمجھ گیا کہ وجہ شبہ بہادری ہے اور اس شخص کی بہادری کو شیر کی بہادری سے تشبیہ دی جارہی ہے۔

اب اس حدیث میں سیدنا علی کو سیدنا ہارون علیہ السلام سے جو تشبیہ دی گئی ہے وہ تشبیہ نبوت میں نہیں دی گئی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا ازالہ اگلے جملہ میں فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، حالانکہ سیدنا ہارون علیہ السلام نبی تھے۔ معلوم ہوا کہ تشبیہ نبوت میں نہیں۔

یہ تشبیہ خلافت میں بھی نہیں کیونکہ سیدنا ہارون علیہ السلام سیدنا موسی علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے، بلکہ سیدنا موسی علیہ السلام کی زندگی ہی میں انتقال فرماگئے تھے اور موسی علیہ السلام کے بعد سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام ان کے خلیفہ ہوئے۔ جبکہ سیدنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی کئی سال تک زندہ رہے۔

اس طرح سیدنا ہارون علیہ السلام کی اولاد میں بھی کوئی خلیفہ نہیں ہوا جبکہ سیدنا علی کی اولاد میں سیدنا حسن وغیرہ خلیفہ ہوئے۔ اگر سیدنا علی کی اولاد خلافت سے محروم ہوتی تب بھی یہ گمان ہوتا کہ وجہ شبہ یہ ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ وجہ شبہ کوئی اور ہے اور یہ تشبیہ کسی اور سلسلہ میں دی جارہی ہے چنانچہ حدیث پر غور کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ یہ مشابہت دراصل سیدنا ہارون علیہ السلام کی اس وقتی خلافت کے ساتھ دی جارہی ہے جو موسی علیہ السلام نے کوہ طور پر جانے سے قبل ان کو قوم میں دی تھی جب کہ قوم سامری کی حیلہ سازی سے زبردست اختلاف کا شکار ہوئی۔ قوم کی جمعیت پراگندہ اور اس کی وحدت میں تشتت و افتراق کی دراڑیں پیدا ہوگئیں۔ چنانچہ قرآن حکیم نے کئی سورتوں میں اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے کہ سیدنا موسی علیہ السلام کے جانے کے بعد سامری نے بچھڑا بنایا، لیکن تورات کے مطابق تہمت سیدنا ہارون علیہ السلام پر لگائی گئی کہ انہوں نے یہ گوسالہ بنایا۔ بنی اسرائیل اسی گوسالہ کی پوجا کرنے لگے۔ سیدنا ہارون علیہ السلام نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی لیکن قوم نے ان کی بات پر کوئی دھیان نہ دیا بلکہ الٹا انہیں قتل کرنے کے درپے ہوگئے۔

بالکل اسی طرح کے واقعات سیدنا علیؓ کے ساتھ پیش آئے۔ آپ جب خلیفہ ہوئے تو کچھ لوگ سیدنا عثمانؓ کے قصاص کے مسئلہ کے باعث آپ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرسکے اور کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر بیعت نہ کی کہ جب سب لوگ بیعت کرلیں گے تو ہم بھی بیعت کرلیں گے۔ اور جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ بھی بالآخر آپ کے سخت مخالف ہوگئے یہاں تک کہ آپ کو قتل کی دھمکیاں دینے لگے اور آپ پر حکم چلانے لگے۔ امت کی وحدت پارہ پارہ

ہو گئی یہاں تک کہ صفین اور جمل کی جنگوں میں مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ علاوہ ازیں شہادت عثمان ذوالنورین میں سیدنا علی کو متہم کیا جانے لگا حالانکہ آپ اس سے بالکل بری الذمہ تھے۔

مختصر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے سے جملے میں آئندہ کی صورت حال بیان فرمادی۔

شیعہ حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی کو خلیفہ بلافصل بنانے کے بارے میں کہا تھا یہ بالکل غلط ہے بلکہ خلیفہ نہ بنانے کے بارے میں کہا تھا، کیونکہ سیدنا ہارون علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ ان کے بعد سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام خلیفہ بنے تھے، لہذا سیدنا علی کے امام اور خلیفہ بننے کے بارے میں کیسے کہا جاسکتا ہے؟

دوسری بات یہ ذہن میں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیوی زندگی میں اپنے قرابت داروں کو حکومت کے عہدوں سے دور رکھا اور آپ نے اپنی زندگی میں کبھی کسی ہاشمی کو کسی صوبے کا گورنر نہیں بنایا۔ آپ نے جن لوگوں کو اپنی زندگی میں مختلف صوبوں کا گورنر بنایا وہ سارے کے سارے غیر ہاشمی تھے۔ اور آپ نے ان کو ان کی دو صفات دیکھ کر گورنر بنایا۔ ایک یہ کہ وہ اس عہدے کا اہل ہو دوسرا یہ کہ وہ طلب حکومت سے بے نیاز ہو۔

یہ تو گورنر حضرات کی بات ہے۔ آپ نے تو کسی ہاشمی عورت کو ام المومنین کے شرف سے نہیں نوازا۔ امہات المومنین میں اموی، مخزومی، ہلالی، ہارونی، عزوی اور قبطی سبھی قبائل میں سے تھیں لیکن ان میں ہاشمی کوئی نہیں تھی۔

لہذا یہ بات کیسے ہوسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو چھوڑ کر سیدنا علی کو اس حدیث کے ذریعے خلیفہ مقرر فرمانے کا اظہار فرماتے، بلکہ آپ نے تو اس حدیث کے ذریعے اس بات کا اظہار فرمایا کہ جب حضرت علیؓ کو خلیفہ بناؤ گے تو اس وقت امت مسلمہ کا وہی حال ہوگا جو سیدنا ہارون علیہ السلام کے خلیفہ بنائے جانے پر بنی اسرائیل کا ہوا تھا کہ وہ تشتت و افتراق کا شکار ہو گئے اور خود سیدنا ہارون علیہ السلام کو اپنی جان بچانا مشکل ہو گیا تھا۔

دلیل سوم

شیعہ حضرات سیدنا علی کی خلافت بلافصل پر ایک دلیل یہ دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ

سوائے اس کے نہیں ہے کہ حاکم تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (ترجمہ مقبول)

اس آیت سے ولایت علیؓ پر جو استدلال کیا جاتا ہے وہ عقل و فہم سے بالکل بالا ہے، کیونکہ اس آیت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے سیدنا علیؓ کی ولایت ثابت ہو۔ اگر لفظ "ولی" سے استدلال کیا جاتا ہے تو یہاں اس لفظ کا اطلاق اللہ، رسول اور ان مومنوں پر کیا گیا ہے جو نماز اور زکوٰۃ کے پابند ہیں۔

دوسری بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اس آیت میں تمام صیغے جمع کے ہیں۔ ان جمع کے صیغوں سے ایک فرد سیدنا علیؓ مراد لینا انصاف کا خون کرنا اور جہالت کا اظہار کرنا ہے۔ اگر اس آیت سے ولایت کا کوئی ثبوت ملتا ہے تو پھر ہر نمازی اور زکوٰۃ دینے والا صاحب خلافت اور امامت ہوسکتا ہے۔

تیسری بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ بقول شیعہ مفسر یہ آیت سیدنا علیؓ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی بلکہ سیدنا عبداللہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ مشہور شیعہ مفسر علامہ طبرسی لکھتے ہیں۔

قال الکلبی نزلت فی عبداللّٰہ بن سلام واصحابہ لما اسلموا فقطعت الیہود موالاتھم

کلبی نے کہا کہ یہ آیت سیدنا عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے اسلام

قبول کیا اور یہودیوں نے ان سے دوستی ختم کردی۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۲ جزء ۳ ص ۲۱۰)

بتایا یہ جاتا ہے کہ سیدنا علیؓ نماز ظہر ادا کر رہے تھے۔ دو رکعتیں پڑھ چکے تھے۔ حالت رکوع میں تھے اور آپ نے ہزار دینار قیمت کی ایک شال اوڑھ رکھی تھی جو نجاشی نے بطور ہدیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی۔ اور اس دوران ایک سائل آیا (اور سائل ایک فرشتہ تھا) اور عرض کی یا ولی اللہ! السلام علیک۔ آپ مومنین کے نہایت غمگسار ہیں مجھ کو کچھ عطا فرمائیے تو آپ نے وہ شال حالت رکوع میں اس سائل کی طرف پھینکی اور اشارہ کیا کہ اس کو اٹھالو۔ اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی

(اصول کافی، کتاب الحجہ ص ۲۸۹)۔

اس آیت میں "ولی" کا لفظ نہ تو حاکم کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور نہ ہی متصرف بالامور کے معنوں میں بلکہ اس میں "ولی" کے معنی دوستی ہیں۔

اور "وھم راکعون" کو ماقبل سے حال بنانا بھی، کیونکہ اگر اسے حال بنایا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حالت نماز میں زکوۃ ادا کرنا خارج از نماز زکوۃ ادا کرنے سے بہتر ہے، لیکن یہ بات نہ عقلاً درست ہے اور نہ نقلاً۔

قرآن حکیم میں "زکوۃ" کا لفظ "صلوۃ" کے لفظ کے ساتھ جب اکٹھا استعمال ہو تو اس سے مراد ہمیشہ "زکوۃ فرضی" ہوتی ہے۔ تو اس سے پتہ چلا کہ سیدنا علیؓ نہایت مالدار اور تونگر آدمی تھے کہ انہوں نے ایک ہزار دینار کا حلہ اور شال زکوۃ میں دے دی۔ حالانکہ حالت یہ ہے کہ سیدنا علیؓ کی قبل از خلافت پوری زندگی قلاشی اور ناداری میں گذری۔ ان کی تو حق مہر کی رقم سیدنا عثمانؓ نے اپنے پاس سے دی تھی۔ شیعہ حضرات کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا علیؓ پوری زندگی مالی طور پر تنگدست رہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب "صحابہ کرامؓ اور اہل بیت نبوت کے تعلقات"۔

سیدنا علیؓ خود بھی اپنے کو امام نہیں سمجھتے تھے

سنی اور شیعہ دونوں کی کتابوں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سیدنا علیؓ خود بھی اپنے کو منصوص من اللہ امام نہیں سمجھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ نے کسی موقع پر بھی اس کا اظہار نہیں فرمایا۔ چنانچہ وفات نبوی کے بعد جب سیدنا صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوئے تو سیدنا علیؓ نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ان کی بیعت کی اور کسی سے یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے موقع پر مجھے خلیفہ بنایا تھا تم نے آج ابو بکرؓ کو کیسے خلیفہ بنالیا۔

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ دوسرے روز جب بیعت عامہ ہو ئی، سیدنا ابو بکرؓ مسجد نبوی کے ممبر پر تشریف فرما تھے۔ حمد و ثناء کے بعد آپ نے حاضرین کو دیکھا تو سیدنا علیؓ بن ابی طالب کو موجود نہ پایا۔ آپ نے انہیں بلوایا۔ سیدنا علیؓ کے آنے پر آپ نے انہیں کہا۔ "آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ آپ مسلمانوں کے اتحاد کی لٹھ کو توڑنا چاہتے ہیں"۔ سیدنا علیؓ نے جواب دیا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ پھر سیدنا علیؓ نے ان کی بیعت کی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۴۹، جلد ۶ ص ۳۰۲، تاریخ الخلفاء ص ۶۹، السنن الکبریٰ جلد ۸ ص ۱۴۳)

حافظ ابن کثیر نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس روایت کی اسناد صحیح اور محفوظ ہیں۔

وفیه فائدة جلیله وهی مبایعه علی ابن ابی طالب امّافی اول یوم اوفی الیوم الثانی من الوفاة وہذاحق

اس روایت سے سب سے بڑی مفید شے یہ ثابت ہوئی کہ سیدنا علی نے وفات نبوی کے بعد پہلے روز یا دوسرے روز سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت کرلی تھی اور یہی بات حق ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۴۹)

ابن جریر طبری نے بھی حبیب بن ابی ثابت سے ایک روایت اس بارہ میں نقل کی ہے کہ سیدنا علیؓ اپنے گھر میں تھے کہ انہیں پتہ چلا

قد جلس ابوبکر للبیعت فرج فی قمیص ماعلیہ ازارولارداء عجلا کراہیہ ان یبطیٔ عنھا حتی بایعہ ثم جلس الیہ وبعث الیٰ ثوبہ فاتاہ فتخللہ ولزم مجلسہ

کہ ابوبکرؓ بیعت خلافت کے لئے مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ سیدنا علیؓ اپنے گھر سے اس تیزی سے باہر نکلے کہ آپ کے اوپر نہ ازار تھا اور نہ چادر۔ اور یہ جلدی اس وجہ سے تھی کہ کہیں بیعت میں دیری نہ ہوجائے حتیٰ کہ آپ نے سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت کی اور ان کی خدمت میں بیٹھے رہے اور وہاں سے آدمی بھیج کر گھر سے اپنی چادر منگوائی اور ابوبکرؓ کی مجلس کو لازم پکڑا

(طبری جلد ۲ ص ۴۴۷)

علامہ بلاذری نے بھی انساب الاشراف جلد ۱ ص ۵۸۵ پر اسی طرح کی ایک روایت نقل کی ہے۔

سیدنا علیؓ نے سیدنا ابوبکرؓ کی کیوں بیعت کی؟ اس کا جواب سیدنا علیؓ اور سیدنا زبیرؓ بن العوام نے یہ دیا ہے۔

انا نرئ ابابکر احق الناس بھا انہ لصاحب الغار وثانی اثنین وانا لنعرف شرفہ وخیرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ بالناس وھو حیٌّ، اسنادہ جید

بے شک ہم ابوبکرؓ کو سب لوگوں سے زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتے ہیں کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غار کے ساتھی ہیں اور ثانی اثنین ہیں۔ ہم ان کی شرافت اور بزرگی کا بدل و جان اعتراف کرتے ہیں اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات طیبہ میں انہیں لوگوں کی نماز کا امام مقرر فرمایا تھا۔ اس روایت کی سند عمدہ اور جید ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۵۰، جلد ۶ ص ۳۰۲، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ٦٦، السنن الکبریٰ بیہقی جلد ۸ ص ۱۵۲)

شیعہ مصنف شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید نے بھی یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ ملاحظہ ہو ابن ابی الحدید جلد ۲ ص ۵۰

شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی شیعی نے سیدنا علیؓ کی شہادت کے موقع پر ایک روایت نقل کی ہے جس میں انہوں نے سیدنا ابوبکرؓ کے "خیر امت" ہونے کا اعتراف سیدنا علیؓ کے منہ سے کروایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے

انّ فی الخبر المروی عن امیرالمومنین علیه السلام لمّا قیل له الیٰ توصی فقال مااوصیٰ رسول اللّٰهصلی اللّٰهعلیه وسلم فاوصیٰ ولکن ان ارادالّٰلهبالناس خیراً استجم عهم علی خیرهم کماجمعهم بعد نبیهم علی خیرهم بعد نبیهمٌ علیٰ خیرهم فتضمن لمایکادیعلم بطلانه ضرورةً لانّ فیه التصریح القوی بفضل ابی بکر علبه وانّه خیرمنه. والظاهر من احوال امیرالمومنین علیه السلام والمشهور من اقواله واحواله جمله وتفصیلاً یقتضی انّه کان یقدّم نفسه علی ابی بکر وغیره

امیر المومنین سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ وصیت کیوں نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں وصیت کروں۔ لیکن اگر حق تعالیٰ شانہ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان کو ان میں سے کسی بہترین شخص پر جمع کردے گا جیسا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین شخص پر انہیں جمع کردیا تھا۔ یہ بات اس چیز کو متضمن ہے کہ قریب ہے کہ اس کا بطلان معلوم ہوجائے کیونکہ

اس میں ابو بکرؓ کی فضیلت علیؓ پر تصریح قوی ہے اور یہ کہ ابو بکرؓ علیؓ سے بہتر ہیں۔ لیکن سیدنا علیؓ کے احوال اور اقوال سے اجمالاً اور تفصیلاً جو ظاہر اور مشہور ہے اس کا مستفنی یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کو ابو بکرؓ وغیرہ پر مقدم جانتے ہیں۔

(تلخیص الشافی جلد ۲ ص ۲۳۷، قم)

طوسی شیعی کی یہ تاویل بالکل بے معنی ہے کہ سیدنا علیؓ اپنی ذات کو سیدنا ابو بکرؓ وغیرہ سے مقدم جانتے تھے۔ اس بات کا کوئی وزن نہیں۔ جب سیدنا علیؓ خود فرما رہے ہیں کہ "اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان کو ان میں سے بہترین شخص پر جمع کر دے گا جس طرح اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین شخص پر انہیں جمع کر دیا تھا"

تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ سیدنا علیؓ سیدنا ابو بکرؓ کو رسول اللہؐ کے بعد سب سے بہتر اور افضل سمجھتے تھے اور اس بارے میں سیدنا علیؓ کو بہت سے اقوال کتابوں میں موجود ہیں۔

چنانچہ سیدنا علیؓ کے صاحبزادے سیدنا محمد بن علی المعروف بن الحنفیہؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے ابا سیدنا علیؓ سے پوچھا

ای الناس سے خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم؟ قال ابو بکر، قال قلت ثم من؟ قال عمرؓ---

(بخاری جلد ۱ ص ۵۱۸، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۸۸)

آپ کے ایک شاگرد عبد خیر فرماتے ہیں کہ ایک روز سیدنا علیؓ کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ

خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر و عمر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ابو بکرؓ ہیں اور پھر عمرؓ

(مسند احمد جلد ۱ ص ۱۱۵)

ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ ایک روز سیدنا علیؓ ابن ابی طالب نے خطبہ دیا۔ دوران خطبہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

الا اخبرکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر الصدیق

لوگو! سن لو، میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر شخص کے بارہ میں بتاتا ہوں۔ وہ ابو بکرؓ صدیق ہیں۔

(مسند احمد جلد ۱ ص ۱۱۵، ص ۱۰۶، ص ۱۲۷)

سیدنا علیؓ سے اس بارے میں اتنی روایات مختلف کتابوں میں مروی ہیں کہ علامہ جلال الدین السیوطی نے اس بارے میں علامہ ذہبی کا ایک قول نقل کیا ہے۔

اخرج احمد وغیرہ عن علی قال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر و عمر قال الذھبی ھذا متواتر عن علی

امام احمد وغیرہ نے سیدنا علیؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرمؐ کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ابو بکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ بات سیدنا علیؓ سے تواتر سے منقول ہے

(تاریخ الخلفاء ص ۴۵)

آپ کے عطیات: محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر :- سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک :- اکاؤنٹ نمبر ۲۹۴۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی۔ ملتان